باب: 22

بلال حبشیؓ

(Bilal al Habashi rza, 581-641 AD)

بلال نام اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ ہے۔ اصل کے اعتبار سے حبشی یعنی Ethiopian تھے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا جسم کمزور، رنگ سیاہ اور قد طویل تھا۔ سر کے بال نہایت گھنے اور خمدار تھے۔ عمر کے آخری حصہ میں ان میں سفیدی بھی نمایاں تھی۔ آپ نہایت کم گو انسان تھے۔ بچپن سے جوانی تک قبیلہ Bani Jumuh سے تعلق رکھنے والے ایک وحشی سردار اُمیہ بن خلف کی غلامی کرتے ہوئے گذری۔

آپ اُن سات "السابقون الاوّلون" میں سے تھے جنہوں نے توحید کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ اس جرم میں آپ کے آقا نے آپ کو سخت اذیتیں دیں۔ وہ، تپتی ہوئی ریت پر آپ کو لٹا کر آپ کی پٹائی کیا کرتا تھا۔ محلے کے لڑکے آپ کے گلے میں رسی کا پھندا بنا کر کھینچتے۔ ابو جہل آپ کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر پتھر اوپر رکھ دیتا اور جب سورج کی گرمی سے اس میں تپش آجاتی تو آپ سے پوچھتا"۔۔ بلال! کیا اب بھی محمد کے خدا سے باز نہ آوٗ گے۔۔؟" شمع نبوتؐ کا یہ پروانۂ جاں نثار اُس وقت بھی کہتا "اللہ احد، اللہ احد" یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے ایک روز آپ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو ان سے رہا نہ گیا اور فوراً خرید کر آزاد کروادیا۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے والے بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی تھے۔

حضرت بلالؓ کی آواز نہایت شیریں اور دلکش تھی۔ اس لیے مدینہ طیبہ میں جب مسجد کی تعمیر ہو چکی اور پانچوں وقت کی نمازوں کا اہتمام کیا گیا تو آپ کو مؤذن مقرر کیا گیا۔ یوں آپ کو اسلام کے سب سے پہلے مؤذن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

آپ زیادہ تر نبی کریمؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ غزوات میں بھی آپ نے شرکت کی۔ معرکۂ بدر میں اُمیہ بن خلف آپ ہی کی تلوار سے قتل ہوا۔ فتح مکہ کے وقت جب سب حرم کعبہ پہنچے تو آنحضرتؐ نے حکم دیا "۔۔ بلال! کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان دو۔۔"۔ اس طرح وہ حریم قدس جس کو اسلام کے معمارِ اوّل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا، ایک عرصہ تک بت کدہ رہنے کے بعد ایک حبشی نژاد غلام کی اذانِ توحید سے ایک بار پھر گونج اُٹھا۔

Siddiqui Publications

حضرت بلالؓ کے اسلام لانے میں پہل کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر میں رہنے کے سبب آپ کو جو خصوصیت حاصل تھی اس پر تقریباً تمام صحابہؓ ہی آپ کا احترام کرتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں کسی کام کے لیے رؤسائے مکہ کا ایک گروہ حضرت عمرؓ سے ملنے ان کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے حضرت بلالؓ کو اندر بلایا۔ بعض کو یہ بات ناگوار گذری۔ اس پر عکرمہؓ بن ابی جہل نے کہا"۔۔۔ بلانے والے نے پہلے بھی ایک آواز سے بلایا تھا، لیکن ہم نے اس وقت بھی اس آواز کو بعد میں سنا۔ لہٰذا اب بھی وہ لوگ ہی اولیت کا حق رکھتے ہیں۔۔۔"۔

20 سال کی عمر تک جہالت کی تاریکیوں میں گذارنے اور مظلومیت کی کیفیت میں بسر کرنے والے حضرت بلالؓ کا، حق کا سامنا ہوتے ہی اسے پہچاننا اور اس پر اپنی پوری قوت سے یوں لبیک کہنا نفسیاتی طور پر ایک انقلابی کارنامہ ہے اور بلاشبہ یہ ایک معجزے سے کم نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے ایمان پر قائم رہنے کے لیے آپ نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کے لیے بھی آپ کی ذات ایک تاریخ ساز کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلالؓ کی شخصیت سب کے لیے یقیناً ایک model of virtue ہے۔

علامہ اقبالؒ کا خراجِ عقیدت

لیکن بلالؓ، وہ حبشی زادۂ حقیر — فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر
جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلالؓ — محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر
ہوتا ہے جس سے اسود و احمر میں اختلاط — کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر
ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز — صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخِ پیر
اقبالؒ کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہوا — رومی فنا ہوا، حبشیؓ کو دوام ہے

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس دن وصال ہوا تو سب سوگوار تھے۔ لوگوں نے چاہا کہ تدفین سے پہلے بلالؓ خصوصی اذان دیں۔ بلالؓ نے لوگوں کے اصرار پر اذان شروع تو کر دی لیکن جوں ہی آپ "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدٌ" پر پہنچے تو آپ کا گلہ غم سے ایسا رندھ گیا کہ اس سے آگے نہ بڑھ پائے۔

کچھ ہی دنوں بعد آپ نے حضرت ابو بکرؓ سے اجازت لے کر شام کا رخ کیا جہاں اپنی عمر کا بقیہ حصہ وہیں گذارا۔ اپنا وقتِ انتقال قریب پا کر آپ مطمئن تھے۔ اُس وقت آپ فرماتے تھے "۔۔۔ اب جلد ہی میں اپنے محبوب، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکوں گا۔۔۔"۔

Siddiqui Publications